# راہیں کھلتی ہیں



فرحت نعیم

فرحی نعیم

# راہیں کٹھنائی ہیں

"امی، ساجدہ آپا کا فون ہے۔" چھوٹی بہو نے ساس سے مخاطب ہو کر کہا اور امی جو چائے پی رہی تھیں جلدی سے پیالی میز پر رکھ کر لپک کر فون تک آئی تھیں۔ انہوں نے ریسیور کان سے لگا کر بے تابی سے ساجدہ سے ہیلو کہا تھا۔

"ہاں وعلیکم السلام! کیسی ہو ساجدہ۔" جواب میں ساجدہ نے سب خیریت کی اطلاع دی اور پھر ان کی خیریت دریافت کی۔

"ہاں میں ٹھیک ہوں، تم سناؤ، کیا بنا ساجدہ؟ کیا جواب دیا ان لوگوں نے۔" امی کے لہجے میں بے چینی واضح تھی۔

"وہ آپا بس کیا بتاؤں، آپ لوگ تو انہیں بہت پسند آئے، لیکن سائرہ..." وہ چند لمحے رکیں۔

"اصل میں آپا وہ کہہ رہی تھیں کہ ان کے بیٹے کی عمر ستائیس، اٹھائیس ہے تو سائرہ اس کے آگے تو کچھ بڑی ہے... انہوں نے انکار کر دیا ہے۔ حالانکہ آپا، سائرہ کی بڑی تعریف..." ساجدہ نہ جانے کیا کچھ کہہ رہی تھیں، لیکن امی تو بس انکار کا لفظ سنتے ہی گم سم ہو گئی تھیں۔

ساجدہ اپنی بات مکمل کر کے اور بھی کچھ باتیں کر رہی تھیں، لیکن اب امی سے کچھ بھی نہ کہا جا رہا تھا اور نہ سنا لہٰذا انہوں نے بات مختصر کر کے اللہ حافظ کر کے فون بند کر دیا۔ وہ خاموشی سے وہیں بیٹھی رہیں۔

"امی چائے تو پی لیں۔" چھوٹی بہو طاہرہ نے ٹھنڈی ہوتی چائے کی طرف — توجہ دلائی۔

"ہاں! نہیں بس رہنے دو دل نہیں چاہ رہا۔"

"یہ تو ٹھنڈی بھی ہو گئی، میں تازہ پکا کر لاتی ہوں۔" طاہرہ نے چائے کی پیالی اٹھاتے ہوئے کہا۔

"نہیں بیٹا رہنے دو، بس پی لی۔"

"مگر آپ نے تو ابھی آدھی بھی نہیں پی تھی۔"

"ہاں بس اب دل نہیں چاہ رہا۔" اور طاہرہ خوب جانتی تھی کہ امی کا دل کیوں نہیں چاہ رہا، پچھلے چند ماہ سے وہ دیکھتی آ رہی تھی اس کی بڑی نند سائرہ کو اس دوران کتنے ہی لوگ دیکھنے آئے تھے، لیکن ہر دفعہ ہی کوئی نہ کوئی خامی نکال کر وہ لوگ پلٹتے نہیں تھے اور جو لوگ رشتہ دیتے تو امی ابو اور سائرہ کے بھائیوں کو مناسب نہیں لگتے اور یہ بات تھی بھی درست، اکثر ایسے رشتے ہوتے جس میں "لڑکا" سائرہ سے دگنی عمر کا ہوتا یا پھر کئی بچوں کا باپ یا پھر مالی لحاظ سے اتنے کمزور ہوتے کہ امی تو دل پر ہاتھ رکھ لیتیں۔

"ارے مجھے اپنی بیٹی اب اتنی بھی بھاری نہیں کہ میں اسے اندھے کنوئیں میں دھکا دے دوں۔" ایک دفعہ امی نے ایسے ہی بے جوڑ رشتہ پر بیٹوں سے کہا تھا۔

"امی رات کے کھانے میں چاول بنا لوں۔" سائرہ امی سے پوچھ رہی تھی اور امی جو نہ جانے کن سوچوں میں گم تھیں۔ اس کے کہنے پر بجائے اس کی بات کا جواب دینے کے بغور اسے دیکھنے لگیں۔

"امی کیا سوچ رہی ہیں، میں آپ سے پوچھ رہی ہوں کہ رات کے لیے چاول بنا لوں؟" سائرہ نے اپنی بات دہراتے ہوئے کہا تھا۔

"ہاں بیٹا بنا لو۔" امی نے نرمی سے کہا اور سائرہ یہ سن کر واپس پلٹ گئی تھی۔

☆ ☆ ☆

صفیہ بیگم کی چار اولادیں تھیں سب سے بڑا بیٹا تھا جس کی شادی کو چھ سال کا عرصہ ہو چکا تھا پھر سائرہ تھی جس کی شادی کے لیے وہ کافی عرصہ سے — تگ و دو میں تھیں اور جیسے جیسے وقت گزرتا جا رہا تھا ویسے ویسے ان کی کوششوں میں بھی تیزی آتی جا رہی تھی۔ ہر آئے گئے سے وہ سائرہ کی شادی کا تذکرہ کرنا نہ بھولتیں۔ سائرہ کی رنگت اگرچہ صاف تھی، لیکن نین نقش بس واجبی سے تھے جس کی وجہ سے آنے والے چپ سادھ لیتے۔ پھر سائرہ سے دو سال چھوٹا کامران اور اس سے تین سال چھوٹی سمیعہ تھی۔ سمیعہ نے ابھی صرف میٹرک ہی کیا تھا کہ اس کے لیے لوگ آنے لگے تھے۔ امی تو یہ سب دیکھ کر گھبرا ہی گئیں۔ کہاں سائرہ جس کو بی اے کیے بھی سال سے اوپر ہو گیا

تھا اور کہاں سمعیہ، جس نے ابھی صرف میٹرک کا امتحان ہی دیا تھا اور پھر لوگ سمعیہ کو بھی دیکھنے آنے لگے۔ امی مسکرا کر ان سے معذرت کرتیں۔

"وہ ابھی تو سمعیہ بہت چھوٹی ہے۔ اس کی بڑی بہن بھی ہے۔ پہلے میں اپنی بڑی بیٹی کی کروں گی پھر سمعیہ کا سوچوں گی۔" لیکن ایسا کب تک ہوتا۔ دو سال اسی طرح گزر گئے۔ سائرہ کے لیے آنے والے لوگ جب سمعیہ کو دیکھتے تو انہیں وہ گوری چٹی، تیکھے نین نقش والی نازک سی سمعیہ ہی پسند آتی اور وہ اسی کا رشتہ دے جاتے۔ وہ سختی سے سمعیہ کو مہمانوں کے سامنے آنے سے منع کر دیتیں۔ دوسری طرف سمعیہ بھی یہ سب سن کر روہانسی ہو جاتی۔ وہ نہیں چاہتی تھی کہ آپی سے پہلے اس کی بات طے ہو۔ لیکن شاید خدا کو یہی منظور تھا۔

اس دن اتوار تھا اور پھپھو آئی ہوئی تھیں۔ شام کی چائے پر سب ہی موجود تھے ہنسی مذاق ہو رہا تھا۔ پھپھو اکثر ہی اتوار کو آجاتی تھیں۔ ساتھ میں کبھی فیملی بھی ہوتی اور کبھی اکیلے ہی آجاتیں۔ چائے سے فارغ ہو کر جب لڑکیاں برتن سمیٹنے لگیں اور کمرے سے باہر چلی گئیں تو پھپھو نے امی کو مخاطب کیا۔

"بھابھی جان آج میرے آنے کا مقصد ایک اور بھی تھا۔"

"ہاں ہاں بولو شاہدہ۔" امی نے ان کو دیکھا۔

"میرے جاننے والی ایک فیملی ہے وہ آپ کے ہاں آنا چاہ رہے ہیں، اچھے لوگ ہیں، کھاتے پیتے۔ اپنے بیٹے کے لیے لڑکیاں دیکھ رہے تھے میں نے آپ کا ذکر کیا تھا۔ ایک دو دن میں آئیں گے۔"

"سائرہ کا ذکر کیا تھا نا۔" امی جلدی سے بولیں۔

"بھابھی جان دراصل..." وہ گڑبڑائیں۔ "میں نے تو ان سے سمعیہ کا ہی تذکرہ کیا ہے ویسے آپ سائرہ کو بھی دکھا دیجئے گا، کوئی حرج تو نہیں ہے کیا پتا قسمت ہو تو اس کا ہی ہو جائے۔" شاہدہ نے جلدی سے بات بناتے ہوئے کہا اور امی خاموش ہو گئیں کیا کہتیں۔

"لوگ کیسے ہیں؟" ابو پوچھ رہے تھے۔

"لوگ تو بھائی جان بہت اچھے ہیں، شریف اور دیندار اس سے آپ بے فکر رہیں بس اجازت دیں تو میں..."

"اچھے لوگ ہیں تو پھر کیا مضائقہ ہے۔" امی دبی آواز میں بولیں۔ سائرہ کے لیے پھر آس بندھی تھی۔ اگلے ہی دن پھپھو ان لوگوں کو لے آئیں۔ امی کو بھی لوگ پسند آئے تھے اور آنے والوں نے بھی حسب معمول سمعیہ کو پسند کر لیا تھا۔ امی نے نند کی وجہ سے کچھ کہا تو نہیں، لیکن کچھ زیادہ توجہ بھی نہ دی، لیکن چند دن بعد جب پھپھو نے انہیں یہ خوش خبری سنائی کہ ان لوگوں نے باقاعدہ سمعیہ کے لیے رشتہ دے دیا ہے اب آپ لوگوں کا کیا ارادہ ہے۔ تو امی ابو سوچ میں پڑ گئے تھے۔

"سائرہ کے ہوتے میں کیسے سمعیہ کے لیے ہاں کروں؟" امی فکر مند تھیں۔

"میں بھی یہی سوچ رہا ہوں، لیکن شاہدہ ان لوگوں کی بڑی تعریف کر رہی ہے، کہہ رہی تھی زیادہ معلومات کی بھی ضرورت نہیں لڑکا اور اس کی پوری فیملی بہت ہی شریف اور نیک فطرت ہے۔" ابو بھی تذبذب کا شکار تھے۔

"میرا دل نہیں مانتا ابھی بڑی بیٹھی ہے اور چھوٹی کی منگنی کر دوں، آپ بس منع کر دیں شاہدہ کو، اللہ مالک ہے، سمعیہ کے لیے اور اچھے رشتے آجائیں گے۔" امی نے فیصلہ دیتے ہوئے کہا اور ابو بھی جواب میں خاموش ہو گئے، انہیں بھی چپ چاپ سی سائرہ جو خاموشی سے سارے گھر کی خدمت کرتی رہتی بہت پسند تھی اگرچہ چاہتے تو وہ — چاروں — کو ہی تھے، لیکن سائرہ سے ان کو خاص قلبی لگاؤ تھا اور وہ اسے نادانستگی میں کوئی دکھ نہیں دینا چاہتے تھے۔ اگلے دن جب انہوں نے فون پر شاہدہ سے بات کی تو شاہدہ تو اتنے اچھے لوگوں کے لیے انکار کا لفظ سنتے ہی اچھل پڑیں۔

"ارے بھائی جان کیا ہو گیا آپ کو، آپ کیا کہہ رہے ہیں۔"

"ہاں شاہدہ، میں نے اور تمہاری بھابھی نے، ہم دونوں نے ہی یہ فیصلہ کیا ہے۔" وہ سنجیدگی سے کہہ رہے تھے۔

"اچھا ایسا ہے کہ میں شام کو آپ کی طرف آؤں گی پھر تفصیل سے بات ہوگی۔" شاہدہ نے کہا اور پھر انہوں نے شام ہونے کا بھی انتظار نہ کیا اور رکشا کر کے بھائی کے گھر آگئیں۔

"کیا ہوا؟ آپ لوگ کس وجہ سے اتنے اچھے رشتہ سے انکار کر رہے ہیں؟"

"وجہ تو صاف ظاہر ہے۔" امی سنجیدگی سے بولیں۔

"دیکھو شاہدہ تم بھی یہ بات جانتی ہو کہ ہم سائرہ کے لیے کتنے پریشان ہیں اور ہم اسی لیے یہ چاہتے ہیں کہ پہلے سائرہ کی بات طے ہو جائے، رہی سمعیہ تو اس نے تو ابھی صرف انٹر ہی کیا ہے۔ ابھی اس کی عمر ہی کیا ہے فقط اٹھارہ سال، جبکہ سائرہ... ہم نہیں چاہتے کہ سائرہ کسی احساس کمتری میں مبتلا ہو۔ لہٰذا پہلے سائرہ کی ہوگی، پھر سمعیہ کی۔" ابو نے فیصلہ کن انداز میں بہن سے کہا۔

"لیکن بھائی جان یہ کہاں لکھا ہے کہ پہلے بڑی کی ہی ہو پھر چھوٹی کی باری آئے۔ اب لوگوں کے ذہن بدل رہے ہیں، ہاں آپ کے ہمارے زمانے میں ضرور ایسی صورت حال تھی، لیکن اب نہیں۔ لوگوں کی سوچ بدل چکی ہے۔ اردگرد کتنی ہی مثالیں میں آپ کو دکھا دوں، لوگ تو اچھے رشتے ہاتھوں ہاتھ لیتے ہیں اور اسی میں دانشمندی ہے۔ آپ انکار کر دیں گے وہ لوگ کسی اور لڑکی سے کر دیں گے۔ مجھے خدانخواستہ سائرہ سے کوئی بیر تو نہیں جیسے سمعیہ میری بھتیجی ویسے ہی سائرہ، لیکن میں نہیں چاہتی کہ اتنے اچھے شریف لوگ، جن کو میں بہت اچھی طرح جانتی بھی ہوں ہمارے ہاتھ سے نکل جائیں۔" وہ اپنے بھائی بھابھی کو دیکھتے ہوئے بول رہی تھیں۔

"تم نہیں سمجھ رہیں شاہدہ، پھر سائرہ کیا سوچے گی؟ وہ دل میں یہ نہیں محسوس کرے گی کہ ماں باپ نے اس کو چھوڑ کر اس سے کئی سال چھوٹی بہن کی کر دی۔" امی بے بسی سے کہہ رہی تھیں۔

"بھابھی وہ کیوں ایسا سوچے گی، کیا آپ لوگ جان بوجھ کر ایسا کر رہے ہیں، کیا آپ لوگ اس کے لیے کوششیں نہیں کرتے؟ جب ایسا نہیں ہے تو پھر وہ کیوں سوچے گی، پھر اگر ایسی بات بھی ہے تو میں اسے سمجھا دوں گی، ماشاءاللہ سمجھ دار ہے، پڑھی لکھی ہے۔ آخر قسمت کے آگے کس کا بس چلتا ہے اب اگر نصیب سے اچھے لوگ سمعیہ کے لیے آگئے ہیں تو اللہ نے چاہا تو سائرہ کے لیے بھی آجائیں گے پھر سائرہ، سمعیہ سے کتنی محبت کرتی ہے وہ بھی تو اپنی بہن کے لیے اچھا ہی چاہے گی۔" شاہدہ، شاید آج یہی سوچ کر آئی تھیں کہ بھائی اور بھابھی کو قائل کر کے ہی رہیں گی۔

"اچھا میں تمہیں سوچ کر جواب دوں گی۔" امی اب بھی گومگو کی کیفیت میں تھیں۔

"نہیں اب سوچنے میں وقت نہیں ضائع کرنا، سائرہ کا تو جب وقت آئے گا سو آئے گا، لیکن سمعیہ کے لیے میں آپ سے اقرار کروا کر ہی رہوں گی۔" وہ تقریباً "ضدی" لہجے میں بولیں۔ امی، ابو نے ایک دوسرے کو بے چارگی سے دیکھا۔ کیونکہ ابو بھی اس فیملی سے مل چکے تھے اور لڑکے کو بھی دیکھ چکے تھے۔ اگرچہ انکار کرنا واقعی نادانی تھی کیونکہ لڑکا مناسب عمر کا، شریف اور کماؤ تھا، لیکن یہاں بیٹی کی محبت آڑے آ رہی تھی، لیکن پھر وہ دونوں شاہدہ کے دلائل کے آگے مجبور ہو گئے۔ انہوں نے گھر میں بیٹوں سے بھی مشورہ کیا۔ سائرہ کی دل شکنی ہونے کے خدشہ کا بھی اظہار کیا، لیکن پھر اجتماعی طور پر سب کا یہی فیصلہ تھا کہ اچھے لوگوں کو انکار کرنا بھی کفران نعمت ہے لہٰذا اس رشتے کے سلسلے میں سائرہ سے بھی ذکر کر کے "ہاں" کر دی جائے۔ پھر امی نے سائرہ کو بٹھا کر ساری صورت حال بتائی۔

امی جس طرح سائرہ کو پوری تفصیل سنا رہی تھیں

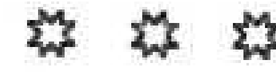
اس سے وہ امی کی اس کیفیت کو بخوبی جانچ رہی تھی کہ کس طرح امی نہ چاہتے ہوئے بھی اس رشتے پر دوسروں کے اصرار کی وجہ سے راضی ہو رہی ہیں۔ اگرچہ ایک طرف اس کا دل بھی لمحہ بھر کے لیے اپنے سے کئی سال چھوٹی بہن کا رشتہ طے ہونے پر ڈوبا تھا، لیکن یہ ایک وقتی جذبہ تھا ورنہ وہ سمعیہ سے بہت پیار کرتی تھی جس کا اظہار بھی کھلے دل سے کرتی رہتی اور پھر اس جذبہ پر بہن کی محبت غالب آگئی تھی۔ اس نے آنکھوں کی نمی کو اندر ہی اندر جذب کرکے امی کا ہاتھ تھام کر دبایا تھا۔

"امی آپ میری طرف سے بالکل پریشان نہ ہوں۔ یہ رشتہ پھپھو کی معرفت آیا ہے تو یقیناً اچھا ہو گا آپ فوراً "ہاں" کریں اور اب ہم سمعیہ کی منگنی کی تیاریاں کریں گے۔" سائرہ نے مسکرا کر کہا تھا۔

"بیٹا یقین کرو میں تو یہی چاہتی تھی بلکہ تمہارے ابو بھی کہ پہلے تمہاری..."

"امی اللہ نے ہر کام کا ایک وقت مقرر کیا ہوا ہے تو بس جب ہمیں اس بات کا یقین ہے تو پھر اس بات کا بھی یقین رکھیں کہ ابھی سمعیہ کا وقت آیا ہے میرا نہیں اور اب آئندہ آپ ایسی باتیں نہیں کریں گے اور آپ بالکل بھی یہ نہ سوچیں کہ میں کسی بھی قسم کے احساس کمتری میں مبتلا ہوں گی بلکہ میں تو خوش ہوں کہ اللہ نے اچھے لوگوں سے میری معصوم بہن کا جوڑ ملایا۔" سائرہ نے دل کی گہرائیوں سے کہا تھا اور امی اس کے اس طرح کہنے سے یکدم ہی مطمئن ہو گئیں۔

"خوش رہو، دیکھنا اللہ تم کو بھی اس کا کتنا اچھا انعام دے گا میری دعائیں تمہارے ساتھ ہیں۔" امی اس کا ماتھا چومتی اطمینان سے اٹھ گئیں — ان کے ذہن سے بوجھ اتر گیا تھا اور وہ ہلکی پھلکی ہو گئیں پھر انہوں نے ابو اور پھپھو سے بات کرکے وہاں اقرار کہلوا دیا تھا۔ پندرہ دن بعد ہی ان لوگوں نے رسم کرنے کا عندیہ دے دیا اور یوں سمعیہ کی منگنی کر دی گئی اور اس دوران سائرہ نے بڑی خوشی خوشی امی کے ساتھ جا کر منگنی کی تیاریوں میں حصہ لیا تھا۔ سمعیہ بہت پیاری لگ رہی تھی۔ سسرال والوں نے اس کے لیے بہت قیمتی اور خوب صورت چیزیں بھیجی تھیں جس کو دیکھ کر سب ہی خوش تھے۔ یوں خیر و خوبی سے منگنی ہو گئی تھی۔ چند دن تو اسی تقریب کا ذکر ہوتا رہا۔ پھر جب سب واپس اپنے معمول پر آئے تو امی کو دوبارہ سے سائرہ کی فکر نے گھیر لیا تھا۔ ان کی زیادہ تر دعائیں سائرہ کے لیے ہی ہوتیں۔



سمعیہ کی منگنی کو چھ ماہ ہو گئے تھے تب ہی پھپھو فراز (سمعیہ کے منگیتر) کے گھر والوں کی طرف سے یہ پیغام لائیں کہ فراز کی والدہ شادی کے لیے تاریخ مانگ رہی ہیں۔ کیونکہ فراز کے بڑے بھائی سجاد کی جہاں منگنی ہوئی تھی وہاں لڑکی کے بھائی دو سال کے لیے امریکہ جا رہے ہیں لہٰذا وہ چاہتے ہیں کہ بہن کی شادی ان کے سامنے ہو اور فراز کی والدہ دونوں بیٹوں کی ساتھ شادی کرنا چاہتی ہیں۔

پھپھو نے جب یہ تفصیل امی ابو کے گوش گزار کی تو امی کے تو ہاتھ پاؤں ہی پھول گئے۔ انہوں نے سمعیہ کی منگنی تو کر دی تھی لیکن سائرہ سے پہلے اس کی شادی! ایسا وہ نہیں کر سکتی تھیں۔ انہوں نے ابو سے مشورہ کے بعد کہلوا دیا تھا کہ اتنی جلدی وہ شادی کی تاریخ نہیں دے سکتیں کم از کم ایک سال سے قبل وہ سمعیہ کی شادی نہیں کر سکتیں۔ یہ ساری باتیں پھپھو کی معرفت ہی کی گئی تھیں۔ اگرچہ پھپھو نے بھائی بھابھی پر تھوڑا زور بھی دیا، لیکن اب کے ابو نے بیوی کا ساتھ دیا۔

"شاہدہ! ان لوگوں سے ہماری طرف سے معذرت کر لو۔ اگر سال کے دوران سائرہ کی بھی کہیں بات طے ہو گئی تو اللہ نے چاہا تو میں دونوں بیٹیوں کی ساتھ شادی کروں گا۔" ابو نے دوٹوک لہجہ میں کہا تھا اور یوں پھپھو کو بات بنانی ہی پڑی۔

سمعیہ کے جیٹھ کی شادی اور ولیمہ، دونوں دن سارا



گھر ہی شریک تھا۔ سمعیہ کے لیے اس کے سسرال سے دونوں دعوتوں میں پہننے کے لیے لباس آئے تھے اور اسے خصوصی طور پر وہاں شرکت کرنی تھی۔ سارا گھر ہی شادی میں شریک ہوا تھا۔ بہرحال شادی بہت اچھی رہی تھی۔ دلہن بھی تیکھے نقوش کی بڑی جاذب نظر تھی۔

امی تو سائرہ کے رشتے کے انتظار میں تھیں جس کی وجہ سے ابھی وہ سمعیہ کی شادی بھی نہیں کر رہی تھیں تو ایسے حالات میں وہ کامران کی شادی کا تو سوچ بھی نہیں سکتی تھیں، لیکن ہونی کو کون روک سکتا ہے طاہرہ، امی کی بڑی بہن کی بیٹی تھی جو بچپن ہی سے انہیں بہت پسند تھی۔ اپنی پسندیدگی کا اظہار وہ وقتاً فوقتاً بڑی بہن اور بہنوئی کے آگے کرتی رہتی تھیں اور کئی سال قبل جب طاہرہ کی بڑی بہن کی شادی ہوئی تو مہندی والے دن طاہرہ جب تیار ہو کر دلہن کے ساتھ آئی تو بے ساختہ ہی امی نے اسے گلے سے لگا کر بہن سے کہہ دیا کہ طاہرہ تو میرے کامران کی ہے۔ جواب میں بہن اور بہنوئی نے بھی اقرار کر لیا۔ اتفاق سے کامران بھی وہاں موجود تھا اس نے بھی طاہرہ کی طرف پسندیدہ نظروں سے دیکھا اور یہی وہ لمحہ تھا جب طاہرہ اس کے دل میں اتر گئی تھی۔

طاہرہ ویسے بھی بہن بھائیوں میں چھوٹی تھی اور ابھی اس سے بڑی دو بہنیں غیر شادی شدہ تھیں لہٰذا امی کو اطمینان تھا کہ جب تک طاہرہ کا نمبر آئے گا وہ بھی بیٹیوں سے فارغ ہو چکی ہوں گی۔ اس دوران اگرچہ بہن بہنوئی کی طرف سے رسم کرنے کا بھی دبے الفاظ میں اشارہ ملا، لیکن امی ٹال گئیں۔ ان کے مطابق تو زبان سے بڑھ کر کسی چیز کی اہمیت نہیں، لیکن اب اچانک ہی بہن بہنوئی نے آکر شادی کا مطالبہ کر دیا تھا۔ جس کو سن کر امی کو تو گویا سانپ ہی سونگھ گیا تھا۔ ان کا مطالبہ بھی درست تھا کہ طاہرہ کا دبئی سے ایک بڑا اچھا رشتہ آیا ہوا تھا اور وہ لوگ تین ماہ میں ہی شادی کا کہہ رہے تھے۔

"صفیہ اگر تم کامران اور طاہرہ کی شادی چھ ماہ میں کر لو تو ٹھیک ہے۔ ورنہ میں ان لوگوں کو ہاں کر دوں۔" بڑی خالہ نے بغیر لگی لپٹی کہی۔

"آپا آپ کیا کہہ رہی ہیں۔"

"میں نے جو کہنا تھا کہہ دیا۔ اول تو تم نے منگنی کی رسم بھی نہ کی۔ میں خاموش رہی اس دوران کتنے ہی اچھے رشتے آئے، لیکن میرے لیے تم اور کامران سے بڑھ کر کوئی نہ تھا، لیکن یہ رشتہ تو ایسا ہے کہ انکار کرتے ہوئے بھی دل ڈر رہا ہے اور تمہارے بہنوئی بھی یہی کہہ رہے ہیں۔ طاہرہ سے بڑی کی شادی بھی ہو چکی تم خاموش بیٹھی ہو میں آخر کب تک تمہارے آسرے پر اپنی بیٹی بٹھائے رکھوں۔" بڑی خالہ برہمی سے کہہ رہی تھیں۔

"لیکن ابھی طاہرہ کی عمر ہی کیا ہے میری سمعیہ سے بھی چھوٹی ہے۔" امی پریشان تھیں۔

"بس بس، وہ شادی کے قابل ہو چکی ہے اور یہی تو عمر ہوتی ہے شادی کی، اب کیا بڑی عمر میں لڑکیاں دلہن بنتی اچھی لگتی ہیں؟" ان کے لہجے میں تلخی — گھلی ہوئی تھی۔

"تو آپ کیا چاہ رہی ہیں۔"

"اگر ہم چاہتے تو یہ رشتہ توڑ بھی سکتے تھے، لیکن ہم نے بھی زبان کا پاس رکھا ہے۔ اسی لیے تمہارے پاس آئے ہیں اگر تم پانچ چھ ماہ میں شادی کر سکتی ہو تو اچھی بات ہے ورنہ بات ختم کرو، میں ان لوگوں کو پھر ہاں کر دوں۔"

"اتنی جلدی آپا، ابھی تو سائرہ اور سمعیہ دونوں... میں نے تو سائرہ کی وجہ سے سمعیہ کے سسرال معذرت کر لی اور اب کہاں کامران کی۔" امی تو بچ رو ہانسی ہو گئیں۔

"تو پھر سیدھا سیدھا رشتہ ختم کرو۔" بڑی خالہ تلخی سے بولیں۔

"میرے خیال سے صفیہ تم بھائی افضل سے مشورہ کر کے کل تک ہمیں جواب دے دو۔" اتنی دیر سے خاموش بڑی خالہ کے میاں بولے۔ تو امی نے خاموشی سے اثبات میں گردن ہلا دی۔ یہ پہلی معقول بات ہوئی

تھی اس ساری گفتگو میں۔
"بس کل تک بتا دینا' ہم اب زیادہ انتظار نہیں کر سکتے۔" بڑی خالہ نے کہا اور کھڑی ہو گئیں اور امی لب بھینچ کر رہ گئیں۔

شام میں میاں اور بیٹوں کے سامنے امی نے ساری بات رکھی۔ ابو بھی سوچ میں پڑ گئے تھے۔ بڑا بیٹا سفیان بھی خالہ کی بات سن کر پریشان ہو گیا۔

"خالہ کو ایسا نہیں کرنا چاہیے۔ وہ ہمیں کچھ وقت تو دیں۔" سفیان ماتھے پر بل ڈالتا ہوا بولا۔

"تم نے کیا سوچا صفیہ۔" ابو امی سے پوچھ رہے تھے۔

"میرا تو آپا کی بات سن کر بہت ہی دل کھٹا ہوا ہے۔ وہ بیٹی والی ہو کر بڑھ بڑھ کر بول رہی تھیں اور میں بیٹے کی ماں ہوتے ہوئے بھی... لاکھ میری بہن سہی پر میری مجبوری بھی تو دیکھیں۔ بس آنکھوں پر دبئی کا نشہ چڑھ گیا ہے' میں تو یہی سوچ رہی ہوں کہ کہہ دوں کہ ٹھیک ہے پھر اپنی بیٹی کو دبئی ہی بھیج دو۔ آج اس طرح زور دکھا رہی ہیں تو شادی کے بعد تو نہ جانے مجھے کیا حیثیت دیں گی۔" امی کو بہن کی بات پر غصہ آیا ہوا تھا۔

"کامران سے تو پوچھ لیں۔" سفیان نے کچھ سوچ کر کامران کی طرف دیکھتے ہی کہا۔

"کامران نے کیا کہنا ہے' ساری بات تو تم نے بھی سن لی تمہاری خالہ کیا کہہ کر گئی ہیں۔" امی نے سامنے بیٹھے کامران کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"آپ کچھ بھی کہیں' لیکن میں نے شادی طاہرہ ہی سے کرنی ہے ورنہ میں شادی ہی نہیں کروں گا اور خالہ جان کا مطالبہ کچھ ایسا غلط بھی نہیں اور جہاں تک رہا چھ ماہ کا سوال تو چھ مہینے اچھے خاصے ہوتے ہیں آسانی سے تیاری ہو سکتی ہے۔" کامران کا جواب سن کر امی کا منہ کھلا کا کھلا ہی رہ گیا۔

"لیکن بیٹا سائرہ۔" امی اٹک کر رہ گئیں۔ "وہ تم سے بڑی ہے اور..."

"امی جب سائرہ کی ہونا ہو گی تو اس کی بھی ہو جائے گی۔" وہ عجیب نروٹھے لہجے میں بولا اور امی سے اس کے جواب میں کچھ نہ بولا گیا۔ ابو اور سفیان بھی خاموش رہے۔ وہ کچھ کہہ کر اپنی بات ہلکی نہیں کروانا چاہتے تھے۔ تھوڑی دیر میں کامران اور سفیان دونوں ہی اٹھ گئے تو ابو نے امی کو بغور دیکھا ان کا چہرہ اترا ہوا تھا ان کو کامران سے شاید ایسے صاف اور سیدھے جواب کی امید نہ تھی۔

"تم پریشان نہ ہو اللہ مالک ہے۔" ابو تسلی دے رہے تھے۔

"لیکن اتنی جلدی جبکہ دونوں بچیاں ابھی..." امی کی کچھ سمجھ میں نہ آ رہا تھا۔

"کل آپا نے جواب مانگا ہے کیا ان سے ہاں کہہ دوں؟"

"ہاں! ان سے ہاں کہہ دو' لیکن چھ ماہ کا نہ کہو میں یہ سوچ رہا ہوں کہ اگر اس دوران سائرہ کا ہو گیا تو بہت ہی اچھا ہے ورنہ کامران اور سمعیہ کی شادی ساتھ کر دیں گے۔ میں شاہدہ سے بات کرتا ہوں وہ اس کی سسرال بات کرے پھر دونوں کی شادی ایک ہی ساتھ نمٹا دیں گے۔" ابو سوچتے ہوئے بولے اور جواب میں امی صرف سر ہلا کر رہ گئیں۔ یہ بات ان کو بھی کچھ بہتر لگی تھی۔

☼ ☼ ☼

اگلے دن امی نے پہلے تو اپنی بہن کو ان کے من کی مراد پوری ہونے کی خوش خبری سنائی اور مبارک دی۔ جواب میں خالہ نے فوراً "ہی مہینہ مقرر کرنے کا اشارہ دیا جس کے جواب میں امی ان سے پندرہ دن کا کہہ کر وقت لیا کہ تم گھر آ جاؤ پھر بیٹھ کر صلاح مشورہ سے دن تاریخ بھی مقرر کریں گے۔ جس ــــ کے لیے خالہ خلاف توقع مان گئیں۔ پھر اس کے بعد انھوں نے اپنی نند شاہدہ کو فون کر کے ساری صورت حال بتائی اور ان سے اپنے میاں کی سوچ کا بھی اظہار کر دیا پھر ان سے ان کی رائے طلب کی۔

"بھابھی بات تو ٹھیک ہی ہے' اب دیکھیں فراز کے

گھر والے کیا کہتے ہیں؟" وہ سوچ کر بولیں۔
"تمہارا کیا خیال ہے مان جائیں گے یا نہیں۔"
"میں کچھ کہہ نہیں سکتی' دونوں باتیں ہی ہو سکتی ہیں۔ اب یہ بھی تو دیکھیں کہ جب وہ لوگ شادی پر اصرار کر رہے تھے تو آپ کی طرف سے انکار تھا۔ اب آپ یہ کہہ رہی ہیں کہ کامران کے ساتھ سمیعہ کی بھی ہو جائے اور وقت بھی آپ پانچ' چھ ماہ کا خود کہہ رہی ہیں تو یہ تو پھر۔"
"شاہدہ میں پہلے ہی بہت پریشان ہوں آپا' ہتھیلی پر سرسوں جما رہی ہیں۔ میں بہت مجبور ہوں۔" امی نے نند کی بات کاٹتے ہوئے کہا اور پھر ان کی آواز بھرا گئی۔
"اچھا بھابھی آپ پلیز دل چھوٹا نہ کریں' میں بات کرتی ہوں' ان شاء اللہ جو ہو گا ٹھیک ہی ہو گا آپ اطمینان رکھیں۔" شاہدہ نے ان کو تسلی دیتے ہوئے فون بند کر دیا اور پھر ایک ہفتہ بعد ہی شاہدہ خود ہی آ گئیں ان کا جواب لے کر۔
"بھائی جان اگرچہ انہوں نے میری بات بہت سمجھاؤ سے سنی اور وہ بھی آپ کی خواہش پوری کرنا چاہ رہے تھے' لیکن ان کی بھی کچھ مجبوریاں ہیں۔" شاہدہ' بھائی اور بھابھی کے سامنے بیٹھی کہہ رہی تھیں۔
"ان سے کہو کہ زیادہ بکھیڑا نہ کریں' بس سادگی سے شادی کر لیں۔ ظاہر ہے ابھی ایک شادی سے فارغ ہوئے ہیں تو اتنے جلدی تو دوسری شادی کرنا آسان نہیں۔" امی جلدی سے بولیں کیونکہ وہ یہی سوچ رہی تھیں کہ اتنی مہنگائی میں دوبارہ سے اتنی جلدی شادی کرنا آسان نہیں۔
"ارے نہیں بھابھی خرچہ کی بات نہیں ہے آپ تو جانتی ہی ہیں کہ اصل میں فراز کی بڑی بہن کے میاں جاب کے سلسلے میں ملک سے باہر ہوتے ہیں جہاں سے ان کو جب چھٹیاں ملتی ہیں تب ہی وہ یہاں آتے ہیں۔ اب ظاہر ہے وہ پچھلی بار چھٹیوں میں ہو گئے اور اتنے جلدی دوبارہ نہیں آ سکتے۔ لہٰذا بہن نے بھی کہہ دیا کہ اگر ہماری فیملی کے بغیر شادی کر سکتے ہیں تو کر لیں ورنہ میں میاں کے بغیر شرکت نہیں کروں گی اور پھر دوسری بات یہ کہ ان کے بڑے بیٹے کی بھی بیوی کے ساتھ کچھ کھٹ پٹ چل رہی ہے۔ آثار کچھ اچھے نہیں ہیں بے چاری بڑی پریشان ہیں۔ ایک طرف بیٹی والوں کا آنے سے انکار تو دوسری طرف گھر میں جھگڑے۔ اب ایسے حالات میں وہ چھوٹے بیٹے کی شادی کیسے کر دیں۔ آپ کامران کی تاریخ مقرر کریں' دیکھیں آگے کیا ہونا ہو' ہو سکتا ہے اس دوران فراز کے گھر والے بھی تیار ہو جائیں۔" شاہدہ نے تفصیل سے بتا کر آخر میں ان کو آس بھی دلائی۔
"لیکن بڑے بیٹے کی شادی کو ابھی وقت ہی کتنا گزرا ہے جو تم کہہ رہی ہو کہ کھٹ پٹ بھی شروع ہو گئی۔" امی کا تو ذہن وہیں اٹک گیا تھا کیونکہ آخر ان کی بیٹی کو بھی اسی گھر میں ہی جانا تھا۔
"بھابھی مسئلے مسائل کس گھر میں نہیں ہوتے۔ ویسے میں آپ کی فکرمندی سمجھ رہی ہوں' لیکن آپ مطمئن رہیں وہ جھگڑے ان کی وجہ سے نہیں بلکہ آنے والی لڑکی یعنی نئی دلہن کی وجہ سے ہی ہو رہے ہیں۔ خدا جانے کیسے کیسے مطالبات اس نے آتے ہی شروع کر دیے ہیں کچھ کچھ بتا رہی تھیں۔ خیر جانے دیں' بس آپ یہ سمجھ لیں کہ وہ خود ایسی نہیں ہیں نہ ہی ان کی بیٹیاں۔"
اور پھر امی بھی خاموش ہو گئیں اس کے بعد انہوں نے بے دلی سے کامران کی شادی کی تیاری شروع کر دی تھی۔ زیادہ تر وہ بیٹیوں اور بہو کو ہی بازار بھیج دیتیں۔ بس خاص خاص تیاری انہوں نے خود کی۔ اس تمام عرصہ میں وہ سائرہ کے لیے بھی بڑی دعائیں کرتی رہیں لیکن وہ جو کہتے ہیں کہ قبولیت کا بھی ایک وقت ہوتا ہے تو ابھی ان کی دعا قبول تو ہو گئی تھی' لیکن وقت نہ آیا تھا اور یوں انہوں نے کامران کی شادی بھی کر دی اور طاہرہ ان کی چھوٹی بہو بن کر گھر میں آ گئی۔
طاہرہ نے جلد ہی اپنی سعادت مندی اور خلوص سے سب کو اپنا گرویدہ بنا لیا تھا اور یوں امی کے دل میں طاہرہ اور کامران کی طرف سے جو تھوڑی سی کدورت تھی وہ جلد ہی جاتی رہی۔



ابھی کامران کی شادی کو صرف مہینہ ہی گزرا تھا کہ سمیعہ کے سسرال سے یہ خبر آئی کہ فراز کے بڑے بھائی سجاد اور اس کی بیوی میں علیحدگی ہو گئی ہے۔ جس کا لب لباب یہ تھا کہ لڑکی کو سجاد اور اس کے گھر والے دونوں ہی ناپسند تھے اس نے یہ چند مہینے بھی اپنے والدین کی بہت منت سماجت کے بعد گزارے' لیکن اب مزید وہ یہاں نہیں رہ سکتی تھی۔ اس نے سیدھا سیدھا سجاد سے طلاق مانگی اور اپنا ضروری سامان لے کر چلی گئی۔ یہ ساری باتیں پھپھو نے ہی انہیں بتائی تھیں اور امی تو متحیر سی یہ کہانی سن رہی تھیں۔ ان کی تو کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ ایسا بھی ہو سکتا ہے۔
"شاہدہ یہ سب کیا ہے؟ آخر کل کو میری بچی نے بھی اسی گھر میں جانا ہے۔ تم تو جانتی ہو کہ سمیعہ کتنی سیدھی ہے کہیں میری بچی۔۔۔ یہ رشتہ میں نے صرف تمہارے بھروسے پر کیا ہے اگر کل کو کوئی ایسی ویسی بات ہو گئی تو میری بچی تو کہیں کی نہیں رہے گی۔" امی سخت فکرمند تھیں۔
"بھابھی' بھابھی کیسی باتیں کر رہی ہیں سمیعہ جتنی آپ کو پیاری ہے اتنی ہی مجھے بھی ہے آپ یقین کریں کہ یہ سب اسی لڑکی کی وجہ سے ہوا' ورنہ ان لوگوں نے تو بات بنانے کی پوری کوشش کی وہی گھر بسانے میں دلچسپی نہیں رکھتی تھی اور یہ اتنے مہینے بھی انہی کی کوششوں کی وجہ سے نکل گئے ورنہ وہ تو شاید ایک ماہ بعد ہی چلی جاتی۔"
"آخر کوئی تو بات ہو گی' لڑکے میں یا اس کے گھر والوں میں' جو لڑکی نے رہنا پسند نہ کیا ورنہ وہ کیوں جاتی۔" امی سوالیہ نظروں سے دیکھ رہی تھیں۔
"بھابھی یہ دنیا ہے' یہاں ایسے ایسے واقعات اب تو دیکھنے سننے کو ملتے ہیں کہ جو ہم کبھی خواب میں نہیں دیکھتے تھے آپ خدشات نہ پالیں۔" کافی دیر تک شاہدہ ان کو سمجھاتی رہیں تب کہیں جا کر امی مطمئن ہوئیں۔



دن یونہی بے کیف گزر رہے تھے۔ موسموں کا تغیر اسی طرح ہو رہا تھا اس دوران سائرہ کے لیے لوگ آتے رہے' لیکن بات نہ بن پا رہی تھی۔ سائرہ پہلے بھی زیادہ نہ بولتی تھی اب تو اور خاموش رہنے لگی تھی۔ امی نے سمیعہ کی تیاری بھی شروع کر دی تھی۔ اسی دوران شاہدہ ایک بڑا اچھا رشتہ لائی تھیں' لوگ اچھے تھے امی کو پسند آئے تھے' لیکن پھر نتیجہ وہی نکلا۔ سائرہ کی بڑھتی عمر اب اس رشتے میں رکاوٹ کا سبب بن گئی تھی۔



"امی پھپھو کا فون ہے۔" سمیعہ نے امی سے کہا جو الماری سے سامان نکالے نہ جانے کیا کر رہی تھیں۔
"اچھا آ رہی ہوں۔" امی مصروف لہجے میں بولیں اور پھر انہوں نے اپنے آگے سے سامان ہٹایا اور شاہدہ کا فون سننے لاؤنج میں آ گئیں۔
"السلام علیکم! بھابھی جان کیسی ہیں؟" شاہدہ بڑے چونچال موڈ میں تھیں۔
"وعلیکم السلام! میں ٹھیک ہوں' تم سناؤ۔"
"بس بھابھی' مٹھائی تیار رکھیں شام کو میں آ رہی ہوں' بڑی خوشی کی خبر لے کر۔"
"وہ تو تمہارے لہجے سے ہی لگ رہا ہے۔ کیسی خوشی کی خبر ہے کیا تمہارا کوئی انعام وغیرہ نکل آیا؟"
"ارے انعام چھوڑیں' بس بھائی جان کو فون کر دیں وہ مٹھائی لیتے آئیں۔"
"ارے کچھ بتاؤ گی بھی یا صرف خوش ہی ہوتی رہو گی اور مٹھائی کا کیا ہے وہ تو میں ابھی منگوا لیتی ہوں' لیکن بات کیا ہے؟" امی حیران تھیں۔
"بس میں یہ آ کر بتاؤں گی۔" انہوں نے اتنا کہہ کر فون بند کر دیا اور امی کو تجسس میں مبتلا کر دیا۔ پھر امی اپنے کام میں دوبارہ مشغول ہو گئیں۔ شام میں انہوں نے میاں کو فون کر دیا تھا کہ آتے ہوئے مٹھائی لیتے آئیں کہ نہ جانے شاہدہ کیا خبر سنانے والی ہیں' پھپھو اور ابو دونوں آگے پیچھے ہی گھر میں داخل ہوئے۔ سلام دعا' خیر خیریت کے بعد ابو کپڑے بدلنے اور فریش

ہونے کمرے کی طرف بڑھ گئے اور شاہدہ' بھاوج کے پاس بیٹھ گئیں وہ بات کرنے کے لیے بڑی بے چین لگ رہی تھیں۔ بھائی کے آنے تک وہ امی سے سائرہ اور سمعیہ کے بارے میں ہی گفتگو کرتی رہیں۔

"ہاں بھئی شاہدہ اب کہو وہ کیا خبر ہے جس کے لیے تم نے پہلے مٹھائی منگوائی۔" ابو مسکرا کر پوچھ رہے تھے۔

"بھائی جان ہے تو خوشی کی خبر میں نے جب یہ بات سنی تو میں تو آپ دونوں سے کہنے کو بے چین ہو گئی' لیکن اب مجھے اچانک یہ خیال آیا ہے کہ نہ جانے آپ کے لیے بھی یہ بات اتنی ہی اہم اور مسرت کا باعث ہو گی یا۔۔۔" شاہدہ رکیں۔

"اپنی بات مکمل کرو شاہدہ۔" ابو نے بہن کو بات پوری کرنے کا کہا۔ وہ بہت سنجیدہ ہو گئے تھے۔

"یا کہیں آپ ناراض ہی نہ ہو جائیں۔" شاہدہ بھی اب سنجیدہ ہو چلی تھیں۔

"خوشی اور ناراضی تو بعد کی بات ہے' تم اصل بات تو بتاؤ۔" اب امی بھی بولیں۔

"بات اصل میں یہ ہے بھابھی جان کہ فراز کے بڑے بھائی سجاد کا قصہ تو سب آپ کے سامنے ہے کہ کیسے چند مہینوں میں ہی اس کی شادی ختم ہو گئی۔ اگرچہ ان لوگوں نے اس شادی کو قائم رکھنے کے لیے ہر ممکن کوشش کی جس کی گواہ میں خود ہوں۔ لیکن جب اگلا فریق کسی طرح تیار ہی نہ ہو تو یہ لوگ کیا کرتے۔ اب چونکہ اس بات کو بھی کافی مہینے گزر گئے اور آپا (فراز کی والدہ) کل میرے پاس آئی تھیں وہ فراز اور سمعیہ کی شادی کے متعلق بات کر رہی تھیں کہ تین چار مہینوں میں بس تاریخ ٹھہرا لیں۔"

"اچھا تو تم نے اس لیے مٹھائی کا کہا تھا۔" امی ہنسیں۔

"نہیں اس لیے نہیں کہا تھا بلکہ۔۔۔" پھپھو نے چند لمحے کا توقف کیا۔ "بلکہ انہوں نے ہماری سائرہ کا رشتہ مانگا ہے۔" پھپھو یہ کہہ کر پھر خاموش ہو گئیں۔

"سائرہ کے لیے؟ شاہدہ کیا کہہ رہی ہو؟ سائرہ کا رشتہ کس کے لیے؟" امی ناسمجھی سے کہہ رہی تھیں۔

"سائرہ کا رشتہ سجاد کے لیے!" پھپھو نے گویا دھماکا کیا۔

"سجاد کے لیے؟ کیا مطلب؟" امی متحیر تھیں تو ابو بھی حیران نظروں سے بہن کو دیکھ رہے تھے۔

"اصل میں اب وہ فراز کے ساتھ سجاد کی دوسری شادی بھی کر کے دونوں بیٹوں کا گھر ساتھ بسانا چاہتی ہیں اور پچھلے کافی دنوں سے وہ سجاد کے لیے بھی لڑکیاں دیکھتی پھر رہی ہیں' لیکن اللہ کا حکم ہی نہیں ہو رہا۔ کل وہ جب خود آئیں تو انہوں نے ہی مجھے کہا کہ دو تین جگہ بات ڈالی' لیکن بات نہ بن سکی تو انہیں ان کی چھوٹی بہن یعنی فراز کی خالہ نے یہ مشورہ دیا کہ آپ ادھر ادھر لڑکی ڈھونڈ رہی ہیں حالانکہ ایک بڑی اچھی لڑکی آپ کے سامنے ہے اور دیکھی بھالی بھی ہے۔ جس پر فراز کی خالہ نے ہماری سائرہ کا نام لیا تو وہ تو خود بڑی حیران ہوئیں کہ سائرہ کا تو انہیں خیال نہ آیا' لیکن بہن کے کہنے پر وہ فوراً" ہی میرے پاس آئیں کہ میں آپ لوگوں سے آپ کی رائے لوں' اگر آپ لوگ راضی ہوں تو وہ باقاعدہ رشتہ لے کر آئیں گی۔ اب آپ لوگ مجھے بتائیں آپ کی کیا رائے ہے؟" شاہدہ نے اپنی بات پوری کر کے بھائی' بھاوج کو امید افزا نظروں سے دیکھا۔

"شاہدہ ہمیں سوچنے کا وقت تو دو۔"

"بالکل بھائی جان' آپ وقت لے لیں' لیکن یہ بھی ضرور خیال رکھیے گا کہ لوگ بہت اچھے ہیں اور۔۔۔"

"یہ تو تم ہمیشہ سے کہتی آ رہی ہو' لیکن یہ بھی تو دیکھو کہ سجاد نے اپنی بیوی کو چھوڑا ہے اور ہمیں نہیں معلوم کہ سجاد کی کیا بات ایسی تھی کہ وہ لڑکی۔۔۔ اور پھر ایک لڑکی تو ہم اس گھر میں دے رہے ہیں' پھر دوسری بھی' مجھے تو سمجھ نہیں آ رہا ہے کہ یہ کیا کہہ رہی ہو تم۔" امی پریشانی سے کہہ رہی تھیں۔

"بھابھی اگر میں ہمیشہ ان لوگوں کی تعریف کرتی ہوں تو اس لیے کہ وہ ہیں ہی تعریف کے قابل اور میں آج سے نہیں بلکہ پچھلے بارہ' تیرہ سالوں سے ان کی



نیچر کو جانتی ہوں اور جہاں تک سجاد کی شادی کی بات ہے تو وہ میں آپ کو پہلے بھی کہہ چکی ہوں کہ اس میں ننانوے فیصد قصور لڑکی اور اس کے گھر والوں کا تھا۔ ان کی غلطی تو صرف ایک فیصد ہی ہو گی اور پھر' آپ سب سے اچھا تو یہ کہ استخارہ کر لیں' اللہ سے مشورہ کر لیں اگر استخارہ اچھا ہوا تو پھر تو کوئی مسئلہ نہ ہو گا اور یہ بھی کہ دونوں بہنیں ایک گھر میں ہوں گی تو ان دونوں کے لیے بھی یہ کتنا اچھا ہو گا اور ایک آخری بات۔" وہ چند لمحے رکیں۔ "آپ سائرہ کے لیے کب سے کوششیں کر رہی ہیں' لیکن اس کا نصیب کہ کہیں بھی بات نہ بن سکی اور مجھے کہنا تو نہیں چاہیے' لیکن۔۔۔ سائرہ کی عمر دیکھیں وقت تیزی سے گزر رہا ہے اگر اب بھی اس کی شادی نہ ہوئی تو کہیں پھر عمر گزر جائے گی اور ہم سب خدانخواستہ ہاتھ ملتے ہی نہ رہ جائیں۔ بھابھی جان آپ پلیز میری بات کا غلط مطلب نہ لیجیے گا۔ یہ سب میں طنزاً" نہیں بلکہ اپنی پیاری بھتیجی سائرہ کی محبت اور اس کی بھلائی میں کہہ رہی ہوں۔ آپ یقین کریں سجاد تو' فراز سے بھی اچھا لڑکا ہے۔" وہ اتنی لمبی بات کر کے خاموش ہو گئیں۔

امی اتنی لمبی بات کے جواب میں پہلو بدل کر رہ گئیں۔ صاف لگ رہا تھا کہ انہیں پھپھو کی بات پسند نہیں آئی۔ ابو بھی خاموش بیٹھے رہے۔

"اگر آپ لوگوں کو میری بات بری لگی تو میں معذرت چاہتی ہوں' لیکن آپ دونوں ٹھنڈے دل سے میری بات پر غور ضرور کیجیے گا اور سائرہ سے بھی اس کا ذکر کر دیں اگر وہ انکار کرتی ہے تو بے شک انکار کر دیجیے گا۔" وہ یہ کہہ کر کھڑی ہو گئیں۔

"ہائیں یہ تم کھڑی کیوں ہو گئیں۔" امی ایکدم ہی ان کے اٹھنے سے ہڑبڑا گئیں۔ "بس بھابھی اب میں چلتی ہوں۔" "بغیر چائے پانی کے؟" "ہاں بھابھی وہ۔۔۔"

"چلو چلو بیٹھو' یہ تمہارے بھائی کا گھر ہے' یہ بات اپنی جگہ اور ہمارا تمہارا رشتہ اپنی جگہ' آج تک کبھی ایسا ہوا ہے کہ تم بغیر کھائے گئی ہو؟" امی بڑی اپنائیت سے کہہ رہی تھیں اور پھپھو ان کی محبت کے آگے بے بس تھیں۔ وہ امی کو بڑی اچھی طرح سمجھتی تھیں کہ وہ اپنے سسرالی رشتہ داروں سے بھی کتنا خلوص اور لگاؤ رکھتی تھیں اور خاص کر شاہدہ سے تو ان کی بہت بنتی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ پھپھو بھی اپنے اس بھائی' بھابھی اور بچوں سے بڑی انسیت رکھتی تھیں اور بہت آتی جاتی تھیں اور پھر وہ کافی دیر بیٹھی رہیں ادھر ادھر کی باتیں ہوتی رہیں۔ پھپھو کے جانے کے بعد رات میں ابو' امی نے دونوں بیٹوں کے سامنے سائرہ کے رشتے کی بات رکھی۔

"اگر پھپھو مطمئن ہیں تو میرے خیال سے پھر انکار نہیں کرنا چاہیے۔" سفیان نے کہا تو ابو نے امی کو دیکھا' لیکن بیٹا تمہاری ایک بہن تو اس گھر میں جا رہی ہے اب دوسری بھی۔" امی کے دل میں خدشات ابھر رہے تھے۔ "سچی بات ہے میرا دل ڈر رہا ہے۔"

"امی آپ ڈریں نہیں سائرہ ہماری پیاری بہن ہے' ہم اچھی طرح سوچ سمجھ کر ہی اسے بیاہیں گے اور پھر دو بہنیں ایک گھر میں شادی ہو کر جائیں تو یہ تو اور بھی بہتر ہو گا۔ دونوں ایک دوسرے کا خیال کریں گی جیسے یہاں رہتی ہیں ویسے وہاں رہ لیں گی اور آپ خود دیکھیں کہ آج تک سائرہ کے لیے جو بھی آیا وہ ایسا نہ تھا کہ ہم ہاں کرتے' لیکن یہاں ایسا ہے کہ ہم قبول کر لیں۔" سفیان امی سے کہہ رہا تھا۔

"لیکن یہاں بھی تو لڑکے کی دوسری شادی ہے' کون سا کنوارہ ہے۔" امی نے سفیان کو یاد دہانی کروائی۔

"سوائے اس خامی کے اور تو کوئی نہیں اور سب سے بڑھ کر پھپھو مطمئن ہیں۔ ہمیں تو پھپھو کی ضمانت حاصل ہے تو پھر ہمیں فکر نہیں کرنی چاہیے۔" سفیان بھی لگتا تھا کہ پھپھو سے متفق تھا۔

اس کے بعد چند دن کی سوچ بچار' مشورہ کر کے سائرہ سے بھی اس کا ذکر کر دیا گیا تھا اس نے معاملہ والدین پر ہی چھوڑ دیا تھا۔ امی نے استخارہ بھی کیا جس میں مثبت اشارے ہی ملے تو پھر آپس کے صلاح مشورے کے بعد یہ رشتہ قبول کر لیا گیا اور ہاں کرنے کی

دیر تھی پھر تو چار مہینے کے بعد ہی شادی کی تاریخ مقرر کر دی گئی۔

اور پھر شادی کی تیاریاں اور وہ بھی دو دو، کس طرح دن پر لگا کر اڑے کہ کسی کو بیچ سر کھجانے کی فرصت نہ رہی۔ کہاں تو امی سائرہ کے لیے پریشان تھیں اور کہاں معاملہ جھٹ پٹ ہی نبٹا کہ منگنی اور رسم بھی نہ کی گئی اور یوں وہ خوشیوں بھرا دن آ پہنچا جب دونوں بہنیں اسٹیج پر دلہن کا روپ سجائے بنی سنوری بیٹھی تھیں۔ امی اگر ایک طرف خوش تھیں تو دوسری طرف آنے والے وقت کا دھڑکا بھی تھا کہ دو بیٹیاں ایک ہی گھر میں رخصت ہو رہی تھیں۔ دل ہی دل میں دونوں پر پڑھ پڑھ کر پھونک رہی تھیں کہ حاسدوں کی بھی کمی نہ تھی۔ جوان کی بیٹیوں کے اچھے گھر میں جانے سے حسد کر رہے تھے۔ کوئی خوش تھا تو کوئی جل بھی رہا تھا۔ دونوں لڑکیاں ساتھ خیریت کے اپنے گھر کی ہوئیں تو امی نے گھر آ کر شکرانے کے نفل پڑھے۔

ایک دن کے وقفہ کے بعد ولیمہ کا فنکشن تھا۔ آف وائٹ اور سی گرین کے کنٹراسٹ کے شراروں میں دونوں بہنیں بہت پیاری لگ رہی تھیں اور سب سے بڑھ کر دونوں کے مطمئن چہرے، جن پر مسکراہٹ کھیل رہی تھی۔ امی تو بلائیں لیتی نہ تھک رہی تھیں اور سب سے بڑھ کر اپنے رب کی شکر گزار تھیں۔ پھپھو بھی خوشی خوشی سب سے مل رہی تھیں۔ سب ہی گھر والے ولیمہ کے فنکشن میں بڑے خوش اور مطمئن تھے۔

☼ ☼ ☼

"ہاں بیٹا! عاشر کی اب طبیعت کیسی ہے؟"

"جی امی ابھی کچھ ٹھیک نہیں ہے۔ کل کچھ فرق لگ رہا تھا، لیکن صبح سے پھر بخار تیز ہو رہا ہے۔"

"تو بیٹا میں نے تم سے جو کہا تھا وہ کیا؟"

"امی یہ کہہ رہے تھے کہ بس اپنے ٹوٹکے چھوڑو، انہوں نے ایک اسپیشلسٹ سے ٹائم لے رکھا ہے، میں اب وہیں جا رہی ہوں۔ اس ڈاکٹر کی دوا سے تو کوئی خاص فرق نہیں پڑا۔ لہٰذا دوسرے بڑے ڈاکٹر کو دکھائیں گے، حالانکہ ان کی اتنی اہم میٹنگ بھی تھی، لیکن وہ بھی انہوں نے چھوڑ دی کہ بچوں سے زیادہ کوئی چیز اہم نہیں۔" سائرہ امی سے کہہ رہی تھی۔

"اور فارعہ کیسی ہے؟" امی، سائرہ سے اس کی دو سال کی بیٹی کا پوچھ رہی تھیں۔

"جی امی! فارعہ ٹھیک ہے، اسے میں سمعیہ کے پاس چھوڑ دوں گی وہ علیزہ کے ساتھ مگن رہتی ہے۔" سائرہ بولی۔ اسی وقت ہارن کی آواز سنائی دی۔

"اچھا امی یہ آ گئے ہیں، میں عاشر کو لے کر جا رہی ہوں واپس آ کر آپ سے بات کروں گی۔" سائرہ جلدی سے بولی۔

"اللہ کی حفاظت میں۔" امی نے دعا دی اور فون بند کر دیا۔ سائرہ اور سمعیہ کی شادی کو پانچ سال ہو گئے تھے۔ دونوں ہی ماشاء اللہ اپنے اپنے گھروں میں خوش و خرم زندگی گزار رہی تھیں۔ سائرہ کے دو بچے اور سمعیہ کی ایک بیٹی تھی۔ دونوں اکثر مل کر ہی میکے آتیں۔ سمعیہ اور فراز کی تو اس عرصہ میں چھوٹی موٹی کھٹ پٹ ہوئی بھی، لیکن سائرہ اور سجاد کی تو مثالی زندگی تھی۔ امی اکثر سائرہ سے پوچھتیں اور سائرہ ہر دفعہ ہی ہنس کر امی کو مطمئن کرتی۔ سجاد کے رشتے سے وہ جتنا ڈر رہی تھیں اللہ نے اس کے برخلاف ہی کیا تھا۔ سجاد نا صرف ایک شفیق باپ اور محبت کرنے والا شوہر ثابت ہوا تھا بلکہ وہ ایک سعادت مند بیٹا اور داماد بھی تھا۔ امی اور ابو جتنے مطمئن اس سے تھے اتنے تو فراز سے بھی نہ تھے کہ وہ کبھی کبھی لاپرواہی برت لیا کرتا تھا، لیکن سجاد کا معاملہ بالکل مختلف تھا وہ ہر رشتہ کو احترام دیتا اور ہر ایک سے ہی محبت سے ملتا۔

امی تو اسے سائرہ کے صبر اور اس کے خلوص کا انعام ہی کہتیں اور کبھی کبھی اس لڑکی پر افسوس بھی کرتیں کہ کیسا بہترین شوہر اس نے ٹھکرایا تھا، لیکن پھر ساتھ یہ خیال بھی آتا کہ اگر وہ نہ جاتی تو... اس کے گھر چھوڑنے کے بعد ہی تو ان کی سائرہ کا گھر بنا تھا۔ اللہ کی مصلحت اللہ ہی جانے۔ یہ دنیا کا کارخانہ اسی طرح چل رہا ہے ایک جاتا ہے اور اس کی جگہ دوسرا آ جاتا ہے اور اسی طرح ایک کے بعد دوسرے کے لیے راہیں کھلتی چلی جاتی ہیں۔

☼